خطبہ جمعہ

جو دنیا میں اللہ سے گریز کرتے ہیں اور اس کے ذکر سے گھبراتے ہیں قیامت کے دن انہیں اسی طرح لاتعلق چھوڑ دیا جائے گا

بہترین عمل خدا کی خاطر محبت کرنا اور خدا ہی کی خاطر عداوت رکھنا ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
فرمودہ ۱۲ر نومبر ۱۹۹۹ء بمطابق ۱۲ر نبوت ۱۳۷۸ء ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم ۔

الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔

اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

﴿يٰاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ وَابْتَغُوْآ اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِي سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ ۔ (سورة المائدہ آیت ۳۶)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اس کے قرب کا وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو تاکہ تم کامیاب ہو۔ "قرب کا وسیلہ ڈھونڈو" میں دراصل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو وسیلہ بنانے کے لئے ترغیب ہے کیونکہ آپ کے سوا کوئی وسیلہ خدا کا وسیلہ نہیں ہو سکتا۔ اس ضمن میں چند حدیثیں میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

عن ابی ذرٍّ قالَ قالَ رَسُولُ اللّٰه ﷺ۔ ابو داؤد کتاب السُّنَّة سے یہ حدیث لی گئی ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہترین عمل خدا کی خاطر محبت کرنا اور خدا ہی کی خاطر عداوت رکھنا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ سے محبت کرو کہ وہ اپنی طرح طرح کی نعمتوں سے تمہیں غذا مہیا کرتا ہے۔ اور مجھ سے اللہ کی محبت کی وجہ سے محبت کرو اور میرے اہل بیت سے میری محبت کی وجہ سے محبت کرو۔ (ترمذی کتاب المناقب)

عبادة بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ یہ ترمذی کتاب الجنائز سے حدیث لی گئی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا: جو اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور جو اللہ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اللہ بھی اس کی ملاقات کو پسند نہیں کرتا۔ (ترمذی کتاب الجنائز)۔ اس سے مراد صرف آخرت کی ملاقات نہیں بلکہ دنیا میں ملاقات ہے۔ جو دنیا میں اللہ سے گریز کرتے ہیں اور اس کے ذکر سے گھبراتے ہیں قیامت کے دن ان کو اسی طرح چھوڑ دیا جائے گا۔ اس لئے یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ اس کا تعلق صرف قیامت سے ہے یعنی مرنے کے بعد سے، اس دنیا ہی میں جو اللہ سے تعلق رکھتا ہے اور اس کو پسند کرتا ہے وہی ہے جو قیامت کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کو محبوب ہوگا۔

ترمذی کتاب الطبّ سے یہ روایت ہے۔ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ کسی سے محبت کرتا ہے تو اسے دنیا سے یوں بچاتا ہے جیسے تم میں کوئی بیمار کو پانی سے بچاتا ہے۔ (ترمذی کتاب الطب)۔ "بیمار کو پانی سے بچاتا ہے" سے مراد ظاہر ہے کہ بعض بیماریاں ایسی سخت ہوتی ہیں کہ ان بیماریوں میں بیمار کے اوپر پانی ڈالنا بیمار کے لئے مہلک ثابت ہوتا ہے۔ تو اس طرح دنیاداری سے بچاتا ہے جیسے تم کسی بیمار کو پانی سے بچاتے ہو۔

سنن ابن ماجہ کتاب الفتن سے روایت ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جتنا ابتلا بڑا ہوگا اتنی ہی جزا بھی زیادہ ملے گی۔ اور اللہ تعالیٰ جب کسی قوم سے محبت کرتا ہے تو اُن کو آزماتا ہے۔ پس جو راضی رہے اُس کے لئے رضا ہے اور جو ناپسند کرے اس کے لئے ناراضگی ہے۔ (سنن ابن ماجه كتاب الفتن)۔ یہ چیزیں ساری وہ ہیں جو کسی تشریح کی ضرورت محسوس نہیں کرتیں کیونکہ بالکل معاملہ اور مضمون واضح ہے۔

بخاری کتاب المناقب سے یہ حدیث ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آنحضرت ﷺ سے قیامت کے بارہ میں پوچھا اور کہنے لگا کہ قیامت کب ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا: تم نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے؟۔ اس نے کہا: کچھ بھی نہیں۔ تاہم میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم اسی کے ساتھ ہوگے جس سے تم محبت کرتے ہے۔ (صحيح بخاری كتاب المناقب)۔

بخاری کتاب الاحکام سے یہ حدیث مروی ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک بار مَیں اور نبی کریم ﷺ مسجد سے نکل رہے تھے کہ مسجد کی دہلیز کے پاس ہمیں ایک شخص ملا۔ اُس نے کہا: یارسول اللہ! ساعت کب ہوگی یعنی قیامت کب آئے گی؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا: تم نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ قیامت کا پوچھتے ہو کچھ تیاری بھی کی ہے! اس پر وہ شخص بوکھلا سا گیا، پھر کہنے لگا: یارسول اللہ! مَیں نے اس کے لئے نہ تو بہت سے روزے تیار کئے ہیں اور نہ ہی بہت سی نمازیں اور صدقات۔ لیکن ایک بات ضرور ہے مَیں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا تم اس کے ساتھ ہوگے جس سے تم محبت کرتے ہو۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ ایسے شخص کے بارہ میں کیا فرماتے ہیں جو کسی قوم سے محبت کرتا ہے لیکن اُن سے ملا نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی اُسی کے ساتھ ہوتا ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے۔ (صحيح بخاری كتاب الادب)۔ اب اس میں خصوصیت کے ساتھ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کو یاد رکھنا چاہئے کیونکہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے بے حد محبت کرتے تھے۔

جِسْمِي يَطِيْرُ اِلَيْكَ مِنْ شَوقٍ عَلَا ۔۔۔ يَا لَيْتَ كَانَتْ قُوَّةُ الطَّيَرَانِ

میرا جسم تو ایک بلند شوق کے ساتھ تیری طرف اڑتا چلا جاتا ہے۔ اے کاش مجھ میں اڑنے کی طاقت ہوتی۔ پس یہ حدیث خاص طور پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام پر چسپاں ہوتی ہے جو کسی قوم سے محبت کرتا ہے لیکن ان سے ملا نہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام رسول اللہ سے ہی نہیں بلکہ رسول اللہ کی قوم سے بھی محبت کرتے تھے اور بے شمار ذکر ایسا ملتا ہے جس میں صحابہ کی تعریف اور آپ کے گُن گائے ہوئے ہیں۔

تو رسول اللہ نے فرمایا آدمی اسی کے ساتھ ہوتا ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے اور

جماعت احمدیہ کو بھی اس سے سبق لینا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملیں گے تو پھر صحابہ سے ملیں گے۔ اگر صحابہ سے محبت ہے اور شوق ہے ان سے ملنے کا تو جیسا کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا"۔ تو اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پالیں گے تو صحابہ کو بھی ساتھ ہی پالیں گے اور صحابہ کو پا نہیں سکتے جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو نہ پائیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایک شخص اپنے ایک للّہی بھائی سے جو دوسرے گاؤں میں رہتا تھا، ملاقات کے لئے نکلا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے راستہ میں ایک فرشتہ مقرر کر دیا۔ جب وہ شخص اس فرشتے کے پاس سے گزرا تو اس نے پوچھا کدھر جا رہے ہو؟ اُس نے جواب دیا مَیں فلاں سے ملنے جا رہا ہوں!۔ اُس نے پوچھا کیا رشتہ داری کی وجہ سے؟۔ اُس نے جواب دیا کہ نہیں۔ اس نے پوچھا تو پھر اس کے کسی احسان کی پاسداری کی وجہ سے؟۔ اس نے جواب دیا نہیں۔ اس نے کہا تو پھر کیا سبب ہے کہ اس کے پاس جا رہے ہو؟۔ اس نے جواب دیا اس لئے کہ مجھے اس سے للّہی محبت ہے۔ محض اللہ کی خاطر میں اس سے محبت کرتا ہوں۔

پس وہ کثرت سے آنے والے جو جلسہ پر یا ویسے یہاں آتے ہیں، اس عاجز میں تو کوئی بات بھی نہیں حقیقت یہی ہے، مگر وہ مجھ سے بہر حال للّہی محبت کرتے ہیں۔ پس ان کو مبارک ہو کہ اس پر اس فرشتے نے کہا سنو، مَیں تمہاری طرف خدا کا یہ پیغام لے کر آیا ہوں کہ وہ خدا بھی تم سے محبت کرتا ہے، اس وجہ سے کہ تم اس شخص سے خدا کی وجہ سے محبت کرتے ہو۔ (مسند احمد بن حنبل)

اور یہ حدیث ترمذی کتاب الصلوٰۃ باب ما جآء فی فضل صلوٰۃ علی النبی ﷺ میں بیان ہوئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن لوگوں میں سے سب سے زیادہ میرے نزدیک وہ شخص ہو گا جو ان میں سے مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجنے والا ہو گا۔ پس درود پر بہت زور دینا چاہئے دن رات درود کا ورد رہنا چاہئے۔ باتیں اور بھی ہو رہی ہوں تو زبان پر درود ہی رہنا چاہئے۔

ہاں یہ درود کے سلسلہ میں مجھے یاد آ گیا بعض لوگ ویسے درود بھیجتے ہیں مگر جب باتیں کرتے ہیں تو گندی باتیں کرتے ہیں اس لئے ان کے درود کا کوئی بھی فائدہ نہیں ہے۔ درود کا اسی کو فائدہ ہو گا جو دل کی گہرائیوں سے درود پڑھتا ہے اور جب خیال ہٹتا بھی ہے کسی وجہ سے تو زبان از خود درود بھیج رہی ہوتی ہے تو دل کی متابعت میں درود بھیجتی ہے۔

حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت رسول کریم ﷺ صبح کے وقت بہت خوش تھے اور خوشی کے آثار آپ کے چہرہ سے نمایاں تھے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آج آپؐ بہت خوش ہیں اور خوشی کے آثار آپؐ کے چہرے سے نمایاں نظر آ رہے ہیں۔ فرمایا: آج میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا آیا، اس نے کہا تیری امت سے جو شخص بھی تجھ پر درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دے گا اور اس کے دس گناہ مٹا دے گا اور اس کے دس درجات بلند کرے گا۔ اس درود کی مناسبت سے اس کی طرف ثواب لوٹایا جائے گا۔ (مسند احمد بن حنبل۔ باقی مسند المدنیین من الصحابۃ)

اب یہ جو آخری فقرہ ہے "درود کی مناسبت سے"۔ اس نے دس کے عدد کو غیر محدود کر دیا ہے کیونکہ درود کی مناسبت اگر زیادہ ہو گی تو پھر دس نیکیوں کا سوال نہیں پھر تو لامتناہی نیکیاں اس کے حق میں لکھی جائیں گی اور دس گناہ جھڑنے کی بات نہیں بلکہ گناہ جھڑنے کے بعد پھر نیکیاں عطا ہونی شروع ہو جائیں گی۔ پس یہ جو آخری فقرہ ہے، اس درود کی مناسبت سے اس کی طرف ثواب لوٹائے گا یہ بہت اہم ہے اور درود کے ثواب کو لامحدود کر کے دکھاتا ہے۔

اب میں آخر پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض ارشادات آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ آج چونکہ نکاح بھی ہونے ہیں جمعہ کے بعد اس لئے میں نے نسبتاً مختصر مواد اکٹھا کیا ہے کیونکہ نکاح ہوتے ہوتے اتنی دیر ہو جائے گی کہ جو عام طور پر جمعہ کے بعد ہوا کرتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "ابتلا کے وقت ہمیں اندیشہ اپنی جماعت کے بعض ضعیف دلوں کا ہوتا ہے۔ میرا تو یہ حال ہے کہ اگر مجھے صاف آواز آوے کہ تُو مخذول ہے اور تیری کوئی مراد ہم پوری نہ کریں گے۔ تو مجھے خدا تعالیٰ کی قسم ہے کہ اس عشق اور محبتِ الٰہی اور خدمتِ دین میں کوئی کمی واقع نہ ہو گی اس لئے کہ مَیں تو اسے دیکھ چکا ہوں"۔ (ملفوظات جلد اوّل، جدید ایڈیشن، صفحہ ۳۰۲)

پھر فرماتے ہیں: "اگر زندگی خدا کے لئے ہو تو اس کی حفاظت کرے گا۔ بخاری میں ایک حدیث ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ سے محبت کا رابطہ پیدا کر لیتا ہے خدا تعالیٰ اس کے اعضاء ہو جاتا ہے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ اس کی دوستی یہاں تک ہوتی ہے کہ میں اس کے ہاتھ پاؤں وغیرہ حتی کہ اس کی زبان ہو جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جب انسان جذباتِ نفس سے پاک ہو جاتا ہے اور نفسانیت چھوڑ کر خدا کے ارادوں کے اندر چلتا ہے تو اس کا کوئی فعل ناجائز نہیں ہوتا بلکہ ہر ایک فعل خدا کے منشاء کے موافق ہوتا ہے۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ خدا تعالیٰ اسے اپنا ہی فعل قرار دیتا ہے۔ یہ ایک مقام ہے قربِ الٰہی کا جہاں پہنچ کر سلوک کی منزلوں کو پورے طور پر طے نہ کرنے والوں نے یا تو ٹھوکر کھائی ہے یا الٰہیات سے ناواقف اور قربِ الٰہی کے مفہوم کو نہ سمجھنے والوں نے غلط فہمی سے کام لیا ہے"۔

یہ جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں، اس کے پاؤں ہو جاتا ہوں، اس کی زبان ہو جاتا ہوں۔ اس کی وجہ سے ایک فرقہ وحدتِ وجود کا اسلام میں پیدا ہو گیا تھا۔ انہوں نے اس حد تک غلو سے کام لیا کہ وہ کہتے تھے کہ اگر خدا ہاتھ پاؤں ہو جاتا ہے تو خدا اور بندہ ایک ہی چیز ہے کوئی فرق نہیں ہے۔ یہ کئی دوسرے مذاہب میں بھی اس قسم کا تصور باطل پیدا ہوا جو اس معاملے کو نہ سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ وحدتِ وجود کا مسئلہ اگر حقیقت میں پیدا ہو سکتا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق جو قرآن کریم میں آیات ہیں ان کی وجہ سے پیدا ہو سکتا تھا۔ مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی کہ تُو نے تیر نہیں چلایا جب تُو نے تیر چلایا بلکہ اللہ نے تیر چلایا۔ پھر فرمایا یَدُاللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ ہاتھ حضرت اقدس محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا بیعت کرنے والوں کے ہاتھ پر تھا لیکن فرمایا یَدُاللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِم کہ اللہ کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے۔ تو اگر وحدتِ وجود کا مسئلہ پیدا ہو سکتا تھا تو آپ ہی کے ساتھ وابستہ ہو سکتا تھا اور آپ نے سب سے زیادہ توحید کا سبق دیا ہے، توحید کے گن گائے ہیں۔ تمام عالم میں کسی نبی نے توحید کی ایسی خدمت نہیں کی جیسے حضرت اقدس محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمائی ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

اسی مضمون کے متعلق مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "قربِ الٰہی کے مفہوم کو نہ سمجھنے والوں نے غلط فہمی سے کام لیا ہے اور وحدتِ وجود کا مسئلہ گھڑ لیا ہے۔ اس بات کو بھی ہرگز بھولنا نہ چاہئے کہ جہاں انسان ابتلا میں پڑتا ہے وہ فعل خدا کے ارادہ سے موافق نہیں ہوتا"۔

"جہاں انسان ابتلا میں پڑتا ہے وہ فعل خدا کے ارادہ سے موافق نہیں ہوتا" یہ بہت گہری معرفت کی بات ہے اور اسے چند لفظوں میں سمجھانا مشکل ہو گا۔ حقیقت میں جب بھی انسان کسی ٹھوکر میں مبتلا ہوتا ہے کسی شک میں مبتلا ہوتا ہے تو ایسے افعال کی وجہ سے جو خدا تعالیٰ کی مرضی کے خلاف ہوتے ہیں۔

"ایسا شخص اپنے جذبات کے نیچے ہوتا ہے نہ کہ منشاء الٰہی کے ماتحت۔ لیکن وہ انسان جو اللہ تعالیٰ کا ولی کہلاتا ہے اور خدا جس کی زندگی کا ذمہ دار ہوتا ہے وہ ہوتا ہے جس کی کوئی حرکت و سکون بلا استصواب کتاب الٰہی نہیں ہوتی۔ وہ اپنی ہر بات اور ارادہ پر کتاب اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے اور اس سے مشورہ لیتا ہے"۔ (ملفوظات، جلد اول، جدید ایڈیشن صفحہ ۱۱۷)۔ اب مشورہ لینے کا مطلب یہ ہے کہ جب بھی کوئی فعل کرتا ہے تو بار بار توجہ قرآن کریم کے احکامات کی طرف منتقل ہوتی رہتی ہے اور ان کے مطابق فعل کرتا ہے۔

اب یہ بہت مشکل مضمون ہے اس لئے کہ آپ کر کے دیکھیں تو پھر پتہ چلے گا کہ کتنا مشکل کام ہے کہ ہر وقت قرآن کو اپنے اوپر حاکم رکھنا یہ بہت بلند مراتب ہیں جن کی بات مسیح موعود علیہ السلام کر رہے ہیں۔ لیکن بکثرت لوگ ایسے ہیں جو ان مراتب کی طرف حرکت کر رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس کلام سے جو انتہائی مخلص بندوں کے حق میں ہے کمزوروں کو ڈرنا نہیں چاہئے۔ ان کے دل کا خوف دور کرنے کی خاطر میں ان کو بتا رہا ہوں کہ خدا تک پہنچنے کے بے شمار مراتب ہیں۔ ضروری یہ ہے کہ حرکت اس طرف شروع ہو جائے اور دعا مانگتے رہیں۔ ہر وہ فعل آہستہ آہستہ زندگی میں اختیار ہوتا چلا جائے جو خدا تعالیٰ

کی مرضی کے موافق ہو اور وہ فعل جو خدا سے دور لے جانے والے ہوں ان سے انسان حتی المقدور بچنے کی کوشش کرتا رہے۔

یہ جو حرکت ہے یہ ضروری ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی لامتناہیت کا مضمون بھی شامل ہے۔ کوئی شخص بھی خدا تعالیٰ کی طرف روحانی حرکت کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کو پا نہیں سکتا کیونکہ وہ غیر منتہی ہے۔ انبیاء بھی اس کو نہیں پا سکتے۔ پاتے تو ہیں لیکن اس حد تک جہاں سے آگے خدائی شروع ہو جاتی ہے اور وحدتِ وجود وہی ہے کہ اس مقام سے آگے صرف خدا ہے۔ سدرۃ المنتہیٰ میں بھی یہی پیغام دیا گیا ہے کہ ایک موقع تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پہنچے اور پھر وحدتِ وجود کا مضمون شروع ہو گیا تھا اس سے آگے بڑھنا خدا کی خدائی میں دخل دینا تھا۔

یہ مولویوں نے تو عجیب و غریب قصے بنائے ہوئے ہیں۔ حیرت ہوتی ہے ان لوگوں کی عقل پر کہ ایک مولوی صاحب تقریر میں کہہ رہے تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے تو خاموش تھے تو خدا تعالیٰ نے یہ فلمی گانا گایا کہ "چپ چپ کھڑے ہو ضرور کوئی بات ہے، نئی ملاقات ہے، پہلی ملاقات ہے"۔ حضرت محمد رسول اللہ تو رہتے ہی اللہ تعالیٰ کے ساتھ تھے اور یہ فلمی گانا آج کا یہ اس وقت خدا نے گایا جب رسول اللہ ﷺ کا معراج ہوا ہے!؟۔ تو مولویوں نے اس قسم کے قصے گھڑ رکھے ہیں۔ خدا کا شکر کریں کہ آپ کو مولویت سے نجات ملی ہے۔ بڑا اللہ کا احسان ہے۔ میں تو ان کی حالتیں دیکھتا ہوں تو خدا کا شکر کرتا ہوں کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے اس جماعت کو بچا لیا ہے ان مولویوں سے اور مولویت سے۔

فرماتے ہیں: "غرض یہ یقیناً یاد رکھو کہ کامل اتباع کے ثمرات ضائع نہیں ہو سکتے۔ یہ تصوف کا مسئلہ ہے۔ اگر ظلّی مرتبہ نہ ہوتا تو اولیاء امت تو مر جاتے"۔ ظلّی مرتبہ، یعنی خدا تعالیٰ کے رسول کی طرف سے عکس کا مضمون جو ہے اگر یہ "نہ ہوتا تو اولیاء تو مر جاتے۔ یہی کامل اتباع اور بروزی اور ظلّی مرتبہ ہی تو تھا جس سے بایزید، محمد کہلایا اور اِس کہنے پر ستر مرتبہ کفر کا فتویٰ ان کے خلاف دیا گیا اور انہیں شہر بدر کیا گیا"۔ بایزید بسطامی کو وہ یہی کہا کرتے تھے کہ ظلّی طور پر میں محمد ہوں۔ مراد یہ تھی کہ میں محمد رسول اللہ کے عشق میں فنا ہوں۔ تو ظاہری لوگ جو سمجھ نہیں سکتے بات کو، انہوں نے ان پر فتویٰ دیا اور کئی ایسے کہنے والے جو اپنے آپ کو خدا کہتے تھے ان کو دار پر بھی لٹکا دیا۔ وہ آخر وقت تک اَنَا الْحَق، اَنَاالْحَق کہتے ہوئے دار پر چڑھ گئے۔

تو علماء جو ہیں یا مولوی لوگ انہوں نے ہر زمانے میں فتنہ پیدا کیا ہے۔ کوئی نئی بات نہیں۔ اس لئے جماعت کو آج کل گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ جب سے رسول اللہ ﷺ کا زمانہ گزرا ہے یہ لوگ فتنہ ہی کرتے رہے ہیں اور اہلِ حق کے خلاف فتنہ کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات میں جہاں جہاں اپنے آپ کو محمد کہا گیا ہے یا اور اس قسم کی تحریرات ہیں وہی مولوی زیادہ بولتا ہے اور پہلوں کے ساتھ بھی یہی سلوک کرتے آئے ہیں اس لئے اتنا گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ آخر ان سے نپٹے گا اور ایک وقت ایسا آئے گا کہ دنیا دیکھے گی انشاء اللہ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "کاش وہ ان حالی کیفیات سے واقف ہوتے تو انہیں معلوم ہوتا کہ آنحضرت ﷺ کی قدر اور حقیقت ان لوگوں نے سمجھی ہی نہیں۔ اگر آنحضرت ﷺ کے اتباع کی تاثیرات اور ثمرات بھی باقی نہیں ہیں تو پھر آنحضرت ﷺ کی زندگی کا ثبوت ہی کیا ہے.......... جبکہ اس کے نتائج اور برکات ہم کو مل نہیں سکتے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ ایک بے ہودہ اور کفریہ خیال ہے۔ اسلام کی اتباع کے ثمرات اب بھی اور ہمیشہ مل سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات میں بخل نہیں اور نہ اس کے ہاں کسی بات کی کمی ہے"۔

(ملفوظات جلد چہارم، جدید ایڈیشن صفحہ ۴۰۶)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "میرا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی سچے دل سے پیروی کرنا اور آپؐ سے محبت رکھنا انجام کار انسان کو خدا کا پیارا بنا دیتا ہے۔ اس طرح پر کہ خود اُس کے دل میں محبتِ الٰہی کی ایک سوزش پیدا کر دیتا ہے۔ تب ایسا شخص ہر ایک چیز سے دل برداشتہ ہو کر خدا کی طرف جھک جاتا ہے اور اس کا اُنس اور شوق صرف خدا تعالیٰ سے باقی رہ جاتا ہے۔ تب محبت الٰہی کی ایک خاص تجلّی اس پر پڑتی ہے اور اس کو ایک پورا رنگ عشق اور محبت کا دے کر قوی جذبہ کے ساتھ اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ تب جذباتِ نفسانیہ پر وہ غالب آجاتا ہے اور اس کی تائید اور نصرت میں ہر ایک پہلو سے خدا تعالیٰ کے خارق عادت"۔ یعنی عام لوگوں کے ساتھ یا دنیاوی لوگوں کے ساتھ جو سلوک ہوتا ہے اس کے علاوہ ایک غیر معمولی سلوک اس سے کیا جاتا ہے تو "خدا تعالیٰ کے خارق عادت افعال نشانوں کے رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں"۔ (حقیقۃالوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ مطبوعہ لندن صفحہ ۶۷، ۶۸)

اب آخر پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ اقتباس میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ میں نے عمداً بہت سے اقتباس اس لئے چھوڑ دئے تھے کہ آج جمعہ کی نماز کے بعد جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے تین نکاحوں کا اعلان بھی کرنا ہے۔

آپ فرماتے ہیں: "مَیں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمدؐ ہے، ہزار ہزار دُرود اور سلام اُس پر، یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔ اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا"۔ مراد یہی ہے کہ جیسا کہ حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ کو اس حق کے مطابق شناخت نہیں کیا گیا۔ "وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔ اُس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی۔ اِس لئے خدا نے جو اُس کے دل کے راز کا واقف تھا اُس کو تمام انبیاء اور تمام اوّلین اور آخرین پر فضیلت بخشی اور اُس کی مرادیں اُس کی زندگی میں اُس کو دیں۔ وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے"۔

(حقیقۃالوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ مطبوعہ لندن صفحہ ۱۱۸، ۱۱۹)